قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے
اور قرآن کیسے سیکھیں؟

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القمر ۱۷)

اور یقیناً ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لے"۔ (ترمذی)

PRIME PAKISTAN FOUNDATION

پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق

ایم بی بی ایس (پشاور)، ایم آر سی پی (یو کے)، ایف آر سی پی (ایڈنبرا)،
ایف آر سی پی (گلاسگو) ایف سی پی ایس (پاکستان)

نام کتاب	:	قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے اور قرآن کیسے سیکھیں؟
ترتیب و تالیف	:	پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق
ناشر	:	پرائم فاؤنڈیشن
ٹیلیفون نمبر	:	091-5202191-94
فیکس نمبر	:	091-5202195
موبائل نمبر	:	0333-9181924
ای میل	:	professornajib@prime.edu.pk
		professornajib@yahoo.com
ویب سائٹ	:	www.prime.edu.pk
اشاعت	:	اول
تعداد	:	1000
قیمت	:	50 روپے
ملنے کا پتہ	:	پشاور میڈیکل کالج، ورسک روڈ پشاور

حقوق اشاعت بحق پرائم فاؤنڈیشن محفوظ ہیں

نوٹ: کتاب کا مواد کوئی بھی شخص یا ادارہ بغیر اجازت کے استعمال کر سکتا ہے۔ ایسا کرتے وقت کتاب کا حوالہ دینا کافی ہے۔

فہرست مضامین

قرآن کی فریاد 1

عرض مؤلف 2

تقریظ 3

تقدّمہ 4

قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے ؟ 5

قرآن کا مقصد کیا ہے؟ 7

ہماری موجودہ حالت : 8

قرآن نہ سمجھنے/چھوڑنے والوں کا انجام ! 9

قرآن کیسے سیکھیں؟ 13

قرآن سمجھنے کا معیار(standard)سٹینڈرڈ: 18

قرآن کلاس کا طریقہ کار(اجتماعی مطالعہ) 20

چند مجوزہ تفاسیر : 24

قرآن کی فریاد

ماہر القادریؒ

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے، اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطے مینا کو، کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کے لیے، تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے، ہاتھوں پہ اُٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں، آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں، پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں، سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں میرا ذکر نہیں، کس عُرس میں میری دُھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

عرض مؤلف

سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ۔ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ (البقرہ)

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡم، اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ مالٹا میں چار سال کی جیل کے بعد واپس آئے تو ایک مرتبہ عشاء کے بعد علما کے ایک بڑے مجمع میں فرمایا "میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑنا اور دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی"

اور مفتی شفیع صاحبؒ نے بعد میں لکھا کہ "غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے، قرآن پر کسی درجے میں عمل ہوتا تو خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی (وحدت امت، صفحہ ۳۷)

یہ بات دل کو یوں لگی جیسے ڈاکٹر کسی لاعلاج بیماری کا تریاق معلوم کرلے۔ موجود دور میں مسلمانوں کی حالتِ زار پر ہر دردِ دل رکھنے والا مسلمان پریشان اور فکر مند ہے اور ہر کوئی اپنی عقل و فہم کے مطابق اس کا علاج سوچتا ہوگا۔

میں نہ کوئی مستند عالم ہوں اور نہ مجھے قرآن کا پورا فہم ہے کہ اس اہم اور حساس موضوع پر کچھ لکھوں، لیکن الحمدللہ ہمیشہ علماء کرام کی دل سے عزت و تکریم میں فخر و سکون محسوس کیا اور ان کی دعاؤں اور محافل سے ملی خوشبو کو زندگی کا قیمتی اثاثہ سمجھا۔ اسی قربت سے مجھے یہ حوصلہ ملا کہ میں دین کے بارے میں کچھ لکھنے کی جسارت کروں۔ یہ میری خوش قسمتی رہی ہے کہ ان علماء کرام نے کبھی دین کے بارے میں لکھنے کی میری جسارت کا برا نہیں منایا اور میں نے اپنی ہر تحریر تصحیح اور نظر ثانی کے لیے ان کے سامنے رکھی، جس کے لیے انہوں نے کمال شفقت و مہربانی سے اپنی بے شمار مصروفیات کے باوجود وقت نکالا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

قرآن فہمی پر الحمدللہ بے شمار کتابیں موجود ہیں لیکن یہ بات دل میں کھٹکتی اور چبھتی رہی کہ ہم کیوں قرآن کی طرف متوجہ نہیں ہوتے؟ مجھے اس بات کا شدّت سے احساس ہوا کہ عام لوگوں اور خصوصاً جدید نسل میں قرآن کو سمجھنے کی اہمیت اور حجیت کا احساس نہ ہونے کے برابر ہے اور جب کسی چیز کی اہمیت ہی معلوم نہ ہو تو اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ اسی احساس کے تحت یہ ٹوٹی پھوٹی کوشش اس مختصر کتابچے کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ اس تحریر کو لوگوں کے لیے فائدہ مند اور رجوع الی القرآن کا ذریعہ بنائے، احقر کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور اس کوشش کو قبولیت عطا فرما کر میرے لیے آخرت کی بخشش کا بہانہ بنا دے۔

محتاج دعا

نجیب الحق

تقریظ

باسمہ تعالیٰ

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی تلاوت سے معنیٰ سمجھے بغیر بھی ثواب ملتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ صرف تلاوت پر اکتفاء کر کے معنیٰ نہ سمجھے، بلکہ تلاوت کے ساتھ قرآن سمجھنااور اس پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان کا فریضہ ہے۔آج مسلمان کی پسماندگی کا واحد سبب قرآن فہمی سے دوری ہے۔ بد قسمتی سے بڑے بڑے دانشور دنیا میں علمی شہرت رکھنے کے باوجود قرآن سے نابلد ہیں، مولانا روم فرماتے ہیں:

صد ہزاراں فضل داند از علوم — جان خود را مے نداند آن مظلوم

داند او خاصیتے ہر جوہرے — در بیان جوھر خود جو خرے

قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست — قیمت خود را ندانی احمقی است

ترجمہ: وہ کم بخت علوم میں سے لاکھوں فضیلتوں سے آگاہ ہے لیکن اپنی روح کی حقیقت سے بے خبر ہے۔ وہ جوہر کی ہر خصوصیت جانتا ہے مگر اپنے جوہر کے بیان کرنے میں ناواقف ہو کر گدھے کی طرح ہے۔ تو ہر مال کی قیمت جانتا ہے کہ کس قدر ہے؟ مگر بے وقوف اپنی قیمت سے بے خبر ہے۔

ایسی زبوں حال قوم کو جگانا ہر درد دل رکھنے والے مسلمان کا فریضہ ہے تا کہ مسلمان قرآن سمجھ کر اس سے اپنا رشتہ جوڑے اور عظمت رفتہ بحال رکھے۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے! ہمارے دوست محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق صاحب کا جو تعلیم یافتہ طبقہ کو قرآن سے وابستہ رکھنے میں رات و دن ایک کئے ہوئے ہیں۔ گو کہ آپ کا میدان طب ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ قرآن کے ماہر استاد اور خلق خدا کو قرآن سے وابستہ رکھنے کے عظیم داعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس حسین قابلِ تقلید جذبہ سے نوازا ہے، یہ مختصر محنت اس درد کی داستان کی ایک جھلک ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

معلوم نہیں کہ آپ کی دردمندانہ آواز سے کتنے مسلمانوں کی زندگی بدل جائیگی۔ وما ذالك على الله بعزيز

مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ پشاور

تاریخ: 19-11-1444ھ

تقدّمہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

خوار از مہجوری قرآن شدی

شکوہ سنج گردش دوران شدی

ای چو شبنم بر زمین افتندہ ئی

در بغل داری کتاب زندہ ئی (اقبالؒ)

اے مسلمان تیری ذلت ورسوائی کا سبب یہ ہے کہ تو نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے جبکہ تو اپنی اس ذلت وبدحالی کا الزام گردش ایام کو دے رہا ہے،

اے وہ قوم جو شبنم کی طرح زمین پر بکھری پڑی روندی جارہی ہے اٹھ کہ تیرے پاس کتاب زندہ (زندگی کا پیغام دینے والی کتاب) قرآن موجود ہے۔

قرآن کتاب ہدایت ہے جس پر سب سے زیادہ ظلم خود اس کے نام لیوا کر رہے ہیں جو اسے سمجھے بغیر پڑھتے ہیں بلکہ اس سے مستقل روگردانی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

قرآن کی طرف انسانوں کی رہنمائی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی ہے اور حدیث رسول ﷺ کے مطابق جس نے قرآن کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا اور جس نے قرآن پر عمل کیا اسے یقینا اس کا اجر ملے گا اور جس نے اس کے مطابق زندگی کے فیصلے کئے اس نے یقینا عدل کیا اور جس نے لوگوں کو قرآن کی دعوت دی اس نے صراط مستقیم کی طرف ان کی راہ نمائی کی۔

ہمارے محترم دوست پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق صاحب پیشہ کے لحاظ سے طبیب ہیں جو ایک مسلمان طبیب کے ناطے قرآن وسنت کے مخلص داعی بھی ہیں ان کی قرآن کی سمجھ کے حوالے سے اس رسالے میں سمجھ اور عمل کی درست راہ نمائی ہے اور قرآن نہ سیکھنے کے بارے میں درج ذیل سوالیہ اور تنبیہی جملے تأثیر کے حوالے سے اکسیر ہیں جو ہر مسلمان کو دعوت فکر دیتے ہیں:

"اب ہم خود اس بات پر پوری سنجیدگی سے سوچیں کہ کیا ہم اس کے لئے تیار ہیں کہ قیامت کے دن؛

ہم اندھے اٹھائے جائیں؟ اور اللہ کو ہماری کوئی پرواہ نہ ہو؟

رسول اللہ ﷺ ہمارے خلاف اللہ کے دربار میں گواہی دیں؟

قرآن کو نظرانداز کرنے کی پاداش میں اللہ ہم سے انتقام لے؟

اور اس دنیا میں بھی ہر وقت شیطان ہی ہمارا ساتھی رہے؟

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس سے مسلمانوں کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیخ القرآن پروفیسر ڈاکٹر شمس الحق حنیف

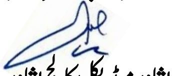

پشاور میڈیکل کالج پشاور

۲۴ ذی قعدہ ۱۴۴۴ء

۱۴ جون ۲۰۲۳ء

قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے؟

جب ہم اس دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بہت سی چیزیں نظر آتی ہیں اور عام طور پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں چیز کا مقصد کیا ہے اور اسے کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات جب ہم کوئی مشین وغیرہ دیکھتے ہیں اور ہمیں اس کے استعمال کے بارے میں پتا نہیں ہوتا تو کسی جاننے والے سے اس کا مقصد اور استعمال کا طریقہ معلوم کر لیتے ہیں اور عام طور پر ہر مشین کے ساتھ ایک "ہدایات عملیہ" (Operation Manual) بھی ہوتا ہے جس میں اس مشین کا مقصد اور استعمال کا پورا طریقہ لکھا ہوتا ہے۔ اگر کوئی مشین بنائے اور اس کا مقصد اور طریقہ استعمال بیان نہ کرے تو یہ لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوگی اور وہ یقیناً مشین کا غلط استعمال کریں گے۔

اسی طرح جب کوئی ہمارے جسم کے بارے میں پوچھے تو ہمیں عمومی طور پر اپنے ہر عضو کا مقصد اور اس کا طریقہ استعمال معلوم ہوتا ہے جیسے ہاتھ پاؤں یا زبان کا مقصد اور استعمال ہمیں معلوم ہے لیکن جب ہم سے یہ پوچھا جائے کہ بحیثیت انسان ہمارا مقصد حیات اور طریقہ زندگی (استعمال) کیا ہے تو ہم سوچ میں پڑھ جاتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنایا ہے اور ہمارا مقصد اور زندگی گزارنے کے طریقے کے لیے "ہدایات عملیہ" یا (Operation Manual) بھی ہمیں قرآن کی صورت میں عطا کر دیا ہے اور نبی کریم ﷺ کے ذریعے اس طریقہ کا پورا عملی نقشہ بھی بتا دیا ہے۔ یہ اللہ کا انسانوں پر بہت بڑا کرم ہے۔

ڈاکٹر بننے کے لیے ہر بچے کو چند ضروریات اور مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جس میں وہ سکول اور کالج میں تقریباً سو کتابیں پڑھتا ہے اور اچھے نمبر لے کر میڈیکل کالج میں داخل ہوتا ہے اور مختلف مضامین کی کم از کم بیس مزید کتابیں پڑھتا ہے۔ اس سارے عرصے میں وہ یہ ساری کتابیں سمجھ کر پڑھتا ہے تاکہ امتحان میں صحیح جوابات دے اور پاس ہو سکے۔ اگر وہ کسی کتاب کے بارے میں ممتحن کو یہ کہہ دے کہ میں نے پڑھی ہے بلکہ مجھے ساری کتاب زبانی یاد ہے (یعنی اسے حفظ کیا ہے) لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے تو ممتحن اسے کبھی پاس نہیں کرتا۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ تمام اختیاری مضامین پاس کر لے لیکن لازمی مضمون میں فیل ہو جائے تو پھر بھی امتحان میں فیل تصور کیا جاتا ہے۔

اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کے دن یہ پوچھ لے کہ میں نے تمہارے لیے ایک کتاب

بھیجی تھی اس کو پڑھا ہے؟اور میرا جواب یہ ہو کہ میں نے تو اسے پڑھا بھی اور حفظ بھی کیا ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں کہ اس میں کیا لکھا تھا تو کیا ہم اس امتحان میں پاس ہونے کے حقدار ٹھہر سکتے ہیں؟اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب ہمارے لیے لازمی مضمون بھی ہے۔اللہ ہمیں اس حالت سے محفوظ رکھے اور قرآن کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے کیوں کہ آخرت کے امتحان کے بعد تو کوئی سپلیمنٹری امتحان بھی نہیں ہوگا!

بد قسمتی سے آج عملی زندگی میں قرآن ہمارا راہنما نہیں ہے۔ بلکہ ہم نے میڈیا اور دوسرے ذرائع کو اپنا رہنما تسلیم کر لیا ہے اور انعمت علیھم کی بجائے کسی اور کو اپنا رول ماڈل بنا لیا ہے۔

اقبالؒ نے ہماری اس حالت کی تصویر کشی یوں کی ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے　　مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی ہے کہ

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ　　اپنے خورشید پہ پھیلا دیے سائے ہم نے

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر　　اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمانوں کی تنزلی کا ایک بنیادی اور اہم ترین سبب قرآن حکیم سے دوری، بے رغبتی، غفلت اور روگردانی ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ! آپ کی امت آپ کے بعد اختلافات میں پڑ جائے گی، میں نے پوچھا کہ جبرئیل! اس سے بچاؤ کا راستہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا "قرآن کریم"، اسی کے ذریعے اللہ ہر ظالم کو تہس نہس کرے گا، جو اس سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جائے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہو جائے گا یہ بات انھوں نے دو مرتبہ کہی" (متفق علیہ۔ مسند احمد)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے برحق فرمایا تھا: "ہم ایک ایسی قوم ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت بخشی، اگر ہم نے عزت کو اسلام کے علاوہ کسی اور نظام میں تلاش کیا تو اللہ ہم کو ذلیل کر دے گا"۔

پس اگر ہم پھر سے دنیا میں ایک اعلیٰ مقام اور غلبہ چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کی طرف پلٹنا ہو گا۔

قرآن کا مقصد کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کا مقصد خود قرآن ہی میں بیان فرمادیا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے محمد ﷺ) ہم نے تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر والے اس سے سبق لیں (ص۔۲۹)

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔

اور یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔ (الانعام آیت ۱۵۵) بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانویؒ

یعنی قرآن برکت والی ایسی کتاب ہے جس کا مقصد اس پر غور و فکر کرنا اور اس کی پیروی کرنا ہے تاکہ انسان اللہ کے رحم کا امیدوار ہوسکے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ کرنا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اے ہمارے پروردگار ان میں ایک پیغمبر انھیں میں سے بھیج، (جو) انھیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں، کتاب (الہی) اور دانائی کی تعلیم دے اور انھیں پاک (وصاف) کرے، یقیناً تو تو بڑا زبردست ہے، بڑا حکمت والا ہے۔ (البقرہ۔۱۲۹)۔ تفسیر ماجدی

سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات سے اس کتاب کی عظمت کا اندازہ لگائیں جن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

اَلرَّحْمٰنُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَ (۳) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۴) (الرحمٰن)

وہ رحمان ہے، اس نے قرآن کی تعلیم دی، انسان کو پیدا کیا، اور اسے بولنا سکھایا۔

اب ذرا تصور کریں کہ یہ کتاب براہِ راست ربّ العالمین کی طرف سے ہے اور اللہ خود رسول اللہ ﷺ کا معلّم ہے اور نبی کریم ﷺ ہمارے معلم، تو کیا اس کتاب کے علاوہ کوئی دوسری کتاب ہماری اولین ترجیح کی مستحق ہوسکتی ہے؟

اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لو یعنی اس کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالو؛ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْــَٔـلُوْنَ۔ (اے پیغمبر) تم بہر حال اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو جو وحی کے ذریعہ سے تمھارے پاس بھیجی گئی ہے، یقینا تم سیدھے راستے پر ہو، حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب تمھارے لیے اور تمھاری قوم کے لیے ایک بہت بڑا شرف ہے اور عنقریب تم سے اس کی بابت باز پرس ہو گی (الزخرف۔۴۳، ۴۴)

ہماری موجودہ حالت:

افسوس کہ آج امت کا عمومی رویہ معاذاللہ ایسا ہی لگتا ہے جیسے یہودیوں کا تورات کے بارے میں تھا اور جسے قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے؛

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔

جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا تھا مگر انھوں نے اس کا بار نہ اٹھایا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اس سے بھی زیادہ بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (الجمعہ۔۵)

ہمیں سوچنا ہو گا کہ آج ہماری حالت رسول اللہ کی اس حدیث کی مصداق تو نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا؛

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ، هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ"

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے اس طرح

نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور میں سے گزر جاتا ہے، پھر وہ (دین میں) واپس نہیں آئیں گے۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین افراد ہوں گے"۔

تشریح: قرآن کے حلق (گلے) سے آگے نہ گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر قرآن کا اثر نہیں ہو گا یا ان کے دل قرآن مجید کو سمجھنے سے عاری ہوں گے۔

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۰ کتاب: سنت کی اہمیت وفضیلت، حکم: صحیح

قرآن نہ سمجھنے / چھوڑنے والوں کا انجام!

- پہلا انجام۔ روز محشر اندھا اُٹھایا جانا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝

اور جو میرے "ذکر" (قرآن) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے"۔ (۱۲۴) وہ کہے گا، "پروردگار، دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا"؟ (۱۲۵) اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ہاں، اسی طرح تو ہماری آیات کو، جب کہ وہ تیرے پاس آئی تھیں، تُو نے بھلا دیا تھا۔ اُسی طرح آج تُو بھلایا جارہا ہے (۱۲۶)۔ (سورۃ طٰہٰ)

اور روز محشر کے اس منظر کو سورہ طٰہٰ میں یوں بیان فرمایا،

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۚ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ (سورۃ طٰہٰ، آیات ۹۹ تا ۱۰۱)

(جس طرح ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گزشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ (یعنی قرآن) دیا ہے (۹۹) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ (عذاب کا) لادے ہوں گے (۱۰۰) (اور) وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لیے بڑا بوجھ ہو گا (۱۰۱)۔ (بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

- **دوسرا انجام۔ رسول اللہ ﷺ کی قرآن چھوڑ دینے والوں کے خلاف گواہی**

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان آیت ۳۰)

اور (اس دن) رسول (علیہ السلام) کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے اس قرآن کو (جو کہ واجب العمل تھا) بالکل نظرانداز کر رکھا تھا۔ (بیان القرآن۔، مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اس روز رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمائیں گے اے میرے پروردگار اس قوم نے اس قرآن کریم کو، جو واجب العمل اور واجب الاعتقاد تھا، بالکل نظرانداز کر رکھا تھا کہ اس کی طرف التفات ہی نہیں کرتے تھے اس پر عمل تو در کنار۔ (تفسیر ابن عباس۔ حافظ عاکف سعید)

شکایت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): قیامت والے دن اللہ کے سچے رسول آنحضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کی شکایت جناب باری تعالیٰ میں کریں گے کہ نہ یہ لوگ قرآن کی طرف مائل تھے نہ رغبت سے قبولیت کے ساتھ سنتے تھے۔۔ نہ اس پر عمل تھا، نہ اس کے احکام کو بجالاتے تھے، نہ اس کے منع کردہ کاموں سے رکتے تھے بلکہ اس کے سوا اور کلاموں سے دلچسپی لیتے تھے اور ان پر عامل تھے، یہی اسے چھوڑ دینا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کہنا ہوگا کہ اے رب میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔ (درمنثور، جلالدین سیوطی)

اس آیت پر اپنی خصوصی توجہ مرکوز کیجیے گا جب رسول اللہ ﷺ یوں کہیں گے کہ یہ ہیں میری قوم کے وہ لوگ جنھوں نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے کون بچائے گا؟ وہ بدنصیب جن کے خلاف آپ ﷺ خود اتنی بڑی شکایت اور گواہی ارشاد فرمائیں انھیں کون عذابِ الٰہی سے بچا سکتا ہے؟ (غلام مرتضٰی ملک۔ تفسیر انوار القرآن)

- **تیسرا انجام۔ اللہ کا انتقام۔**

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ (سورہ السجدہ آیت ۲۲)

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو اس کے رب کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی گئی' پھر اس نے ان آیات سے رخ موڑ لیا؟ ہم مجرموں سے ضرور انتقام لیں گے۔ (تفسیر مظہری)

اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیر لے ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے۔ (تفہیم القرآن)

اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں (تفسیر ابن کثیر)

- چوتھا انجام۔ دنیا میں شیطان اس کا قریبی دوست بن کر بہکائے گا۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَلَهٗ قَرِيْنٌ۔ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الزخرف آیت ۳۶،۳۷)

جو بھی رحمان کے ذکر سے غافل رہتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ یہ ان کو سیدھے راستے سے روکتا ہے اور یہ خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم راہ یاب (صحیح راستے پر) ہیں۔
(محاسن القرآن۔ مفتی غلام الرحمنؒ)

جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

قرین ایسے ساتھی کو کہتے ہیں جو ہر وقت ساتھ لگا رہے۔ یہ انسانوں کو گمراہ کرتا رہتا ہے
اور شیطان کا اصل اور بنیادی ہتھیار یہ ہے کہ دنیا کو خوشنما بنا کر پیش کرے تا کہ انسان دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (سورہ الحجر ۳۹،۴۰)

وہ (شیطان) بولا اے رَب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا ہے۔ میں ان کے لیے زمین میں (برے کاموں کو) ضرور خوشنما بنا دوں گا، اور میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو، سوائے تیرے ان بندوں کے جنھیں ان میں سے چن لیا گیا ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

وہ بولا ! اے میرے رب، چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں زمین میں دنیا کو ان کی نگاہوں میں ضرور خوشنما بنا دوں گا اور میں ان سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنھیں ان میں سے چن لیا گیا ہے۔ (تفسیر روح القرآن)

اب ہم خود اس بات پر پوری سنجیدگی سے سوچیں کہ کیا ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ قیامت کے دن؛

ہم اندھے اٹھائے جائیں ؟ اور اللہ کو ہماری کوئی پرواہ نہ ہو؟

رسول اللہ ﷺ ہمارے خلاف اللہ کے دربار میں گواہی دیں؟

قرآن کو نظر انداز کرنے کی پاداش میں اللہ ہم سے انتقام لے؟

اور اس دنیا میں بھی ہر وقت شیطان ہی ہمارا ساتھی رہے؟

یقیناً ہر مسلمان اس کا جواب نفی ہی میں دے گا۔ اس لیے ہمیں سنجیدگی سے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کرنا ہوگا کیوں کہ خود رب العالمین ہم سے کہہ رہا ہے کہ اگر ایسے نہیں کرو گے تو پھر بیان کردہ انجام کے لیے تیار رہو۔

ہم میں سے ہر ایک کو انفرادی اور اجتماعی طور پر موجودہ صورتِ حال سے نکلنے کی ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی۔

(یعنی) قرآن وذکر الٰہی کی طرف سے ارادی غفلت ہی تسلّط شیطانی کا باعث ہوتی ہے، تو اس مصیبت سے بچنے کا یہ کھلا ہوا علاج بھی نکل آیا کہ قرآن وذکر کی جانب مشغولی دوام رہے۔ اور وہ (شیاطین) ان لوگوں کو راہ (راست) سے روکتے ہیں اور یہ (اپنے لئے) خیال کرتے رہتے ہیں کہ ہم راہ یاب ہیں۔ (تفسیر ماجدی)۔

قرآن کیسے سیکھیں؟

ایک عمومی غلط فہمی۔قرآن سیکھنا مشکل ہے۔

بد قسمتی سے یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ قرآن ایک مشکل کتاب ہے اور اس کو سیکھنے کے لیے بہت سے علوم درکا ہیں اور اس کا سیکھنا عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیا قرآن سیکھنا واقعی مشکل ہے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ "اور یقیناً ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟" (القمر ۱۷)

اس آیت کی تشریح مفسرین کرام نے یوں کی ہے؛

قرآن کریم نے اپنے مضامین عبرت و نصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے کہ جس طرح بڑے سے بڑا عالم و ماہر، فلسفی اور حکیم اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح ہر عالم، جاہل جس کو علوم سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت و نصیحت کے مضامین قرآنی کو سمجھ کر اس سے متاثر ہوتا ہے۔۔ حفظ کرنے کے لیے قرآن کو آسان کیا گیا ہے نہ کہ اجتہاد اور استنباط احکام کے لیے۔ (معارف القرآن)

قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بالکل آسان ہے کیونکہ جو مضامین ترغیب و ترہیب اور انذار و تبشیر سے متعلق ہیں وہ بالکل صاف، سہل اور موثر ہیں، پر کوئی سوچنے سمجھنے کا ارادہ کرے تو سمجھے۔ (تفسیر عثمانی)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر رکھا ہے، کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (تفسیر محاسن القرآن)

قرآن لفظ کے اعتبار سے اچھا معنی کے اعتبار سے سب سے سچا اور تفسیر کے اعتبار سے سب سے واضح کلام ہے جو کوئی قرآن کریم پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے اللہ اس کے مطلوب و مقصود کو حد درجہ آسان اور سہل کر دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی)

قرآن مجید نے جو احکام دیے ہیں ان کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں۔ البتہ ان کے دلائل اور حکمتیں اور شبہات کے جوابات میں یسر کا ذکر نہیں۔ وہ اپنی جگہ محنت اور غور چاہتے ہیں۔

(مجالس حکیم الامت، تفسیر اشرف التفاسیر)

قرآن مجید آسان تو بیشک ہے، لیکن صرف عبرت وتذکیر، ترغیب وترہیب کے اعتبار سے۔ استنباط مسائل بجائے خود ایک مستقل ودقیق فن ہے؛ ملکہ خصوصی ومہارت تحقیقی کا محتاج۔ (تفسیر ماجدی)

یعنی علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کے معنی اور مضامین عبرت ونصیحت کے اعتبار سے عام لوگوں کے لیے بھی سمجھنا آسان ہے البتہ مسائل اور احکام کا استنباط واجتہاد صرف علماء کرام ہی کا کام ہے جس کے لیے علوم قرآن وحدیث اور دوسرے کئی علوم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ عام لوگوں کا کام نہیں ہے۔

سورۃ القمر میں یہ آیت پانچ مرتبہ دہرائی گئی ہے اور ہر بار اس سے پہلے فرمایا گیا ہے؛

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ۔ دیکھ لو، کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھیں میری تنبیہات (١٦)۔ یعنی اگر اس آسان کتاب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کوشش نہیں کروگے تو پھر میرے عذاب کے لیے تیار رہو۔

قرآن سیکھنے کے درجے/سطحیں (Levels)

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ عام آدمی کی حیثیت ایک طالب علم کی ہے اور اسے تذّکر کی حد تک قرآن کو سیکھنا ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ یہی بات سورۃ صٓ میں بیان کی گئی ہے؛

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (صٓ ٢٩) یہ ایک بڑی بابرکت کتاب ہے جو (اے محمد ﷺ) ہم نے تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر والے اس سے سبق لیں۔

تذّکر: اس کی تفصیل اوپر بیان کر دی گئی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لیے قرآن کو اتنا سمجھنا ضروری ہے جس سے وہ زندگی گزارنے کے عمومی اوامر (DOs) و نواہی (DONTs) کو جان لے۔ یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔

تدبّر: قرآن پر ایسا غور و فکر جس سے عصری دینی مسائل کا استنباط یا اجتہاد کیا جائے اور فقہی مسائل معلوم کیے جائیں، یہ صرف علماء کرام و فقہائے عظّام کا کام ہے۔ اس کے لیے علومِ قرآن اور دین کی مجموعی تعلیم اور تفہیم ضرروری ہے، یہ ہر کسی کا کام نہیں۔ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق روزِ قیامت تک اس کی تشریح و تفسیر ہوتی رہے گی اور اس کے مطالب ختم نہیں ہوں گے۔

قرآن سیکھنے کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ ہم قرآن کے بارے میں اپنا روّیہ بدلیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۝ اَفَبِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَنۡتُمۡ مُّدۡهِنُوۡنَ۝۔ یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ پھر کیا اس کلام کے ساتھ تم بے اعتنائی برتتے ہو، (الواقعہ آیات ۸۰،۸۱)۔ اصل الفاظ ہیں "اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْن۔ اِدْهَان" کے معنی ہیں کسی چیز سے مداہنت برتنا۔ اس کو اہمیت نہ دینا۔ اس کو سنجیدہ توجہ کے قابل نہ سمجھنا۔ انگریزی میں (To take lightly) کے الفاظ اس مفہوم سے قریب تر ہیں۔ (تفہیم القرآن)

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم ان حربوں سے ہوشیار رہیں جو شیطان ہمیں قرآن سیکھنے سے روکنے کے لیے اختیار کرتا ہے۔ ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے کی جائے لیکن قرآن پڑھنے کی ابتداء اعوذ باللہ سے کرنے کا حکم دیا گیا؛

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ "پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطانِ رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ (سورۃ النحل۔۹۸)۔

کیونکہ اس کام میں شیطان سب سے زیادہ روڑے اٹکاتا ہے اور ہمیں قرآن سیکھنے سے روکنے کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کرتا ہے جن میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے؛

قرآن فہمی سے روکنے میں شیطان کے حربے:

۱۔ دنیاوی کاموں کو انتہائی اہمیت والا، فوری اور ضروری جتلانا۔ کوئی بھی دنیاوی کام مثلاً کسی سے ملاقات، ٹیلیفون، وٹس ایپ یا ٹی وی پروگرام وغیرہ کے کرنے کو اتنا ضروری بنا دیتا ہے کہ ہمیں دھوکہ دیتا ہے کہ پہلے یہ کام کر لو اور اس کے بعد قرآن بھی پڑھ لوگے۔ لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو ان میں سے کوئی کام اتنی اہمیت کا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم قرآن سیکھنے جیسے اہم کام کو ثانوی حیثیت دے دیں۔

۲۔ دنیاوی کام کو دینی کام کے طور پہ دکھا کر دھوکا دینا۔ دنیا میں بہت سے ایسے کام ہیں جن کو اسلام نے اہمیت دی ہے۔ شیطان خصوصی طور پر ہمیں ایسے وقت میں ان کی اہمیت پر ابھارتا ہے جب ہم قرآن سیکھنے کا ارادہ کرلیں۔

مثالیں: خدمت خلق، تعلقات نبھانا، ادارتی کام، سیاسی جدوجہد وغیرہ۔ ان کاموں کی اہمیت اپنی جگہ لیکن یہ کام قرآن سیکھنے کے متبادل نہیں ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ہم جسے دین کا کام سمجھ کر کر رہے ہوتے ہیں وہ دراصل خسارے کا سودا ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اللہ نے سورہ الکہف میں فرمایا؛

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾

"اے نبی ﷺ! ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ (۱۰۳) وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں (۱۰۴)" (سورۃ الکہف)

۳۔ دین ہی کے کوئی دوسرے کام سامنے لے آنا۔ دین کا ہر کام اپنی جگہ اہم ہے لیکن ان میں سب سے زیادہ اہم قرآن سیکھنا ہے۔ بسا اوقات شیطان ہمارے لیے ان نیک کاموں کو ایسے خوش نما بنا دیتا ہے کہ ہم ان میں لگ کر قُرآن سیکھنے کو اپنی ترجیحات میں نچلے درجے پر لے جاتے ہیں مثلاً نوافل پڑھنا، تسبیحات پڑھنا وغیرہ۔ حالانکہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا "اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) تم اس حال میں صبح کرو کہ تم اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت سیکھ لو تو یہ تمھارے لیے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے" (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۹)

۴۔ قرآن فہمی کو مشکل بنا کر پیش کرنا۔ شیطان کا ایک اور حربہ یہ ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ بس پڑھنا ہی کافی ہے اور تم عربی زبان، گرامر اور قرآن سیکھنے کے لیے ضروری علوم کے بغیر قرآن نہیں سیکھ سکتے۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اُن زبانوں کے گرامر وغیرہ جانتے ہیں جو وہ بولتے اور سمجھتے ہیں؟ ہمیں تو اپنی مادری زبان کی گرامر پر بھی دسترس نہیں ہوتی، پھر ہم صرف قرآن سمجھنے کے لیے گرامر اور علوم جاننے کی شرط کیوں لگائیں؟

اسی طرح شیطان ہمیں یہ بھی باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ استاد کے بغیر قرآن نہیں سیکھا جا سکتا۔ یہ بات اس حد تک تو یقیناً ٹھیک ہے کہ جب ہم دنیا کے ہر علم کو استاد سے سیکھتے ہیں تو قرآن کو استاد سے کیوں نہ سیکھیں؟ دنیاوی مضامین سیکھنے کے لیے تو ہم ہزاروں روپے کی تنخواہ دے کر بچوں کے لیے ٹیوشن کا بندوبست بھی کرتے ہیں لیکن جب قرآن سیکھنے کی باری آتی ہے تو ہم استاد کو چند سو روپے دینے کو بھی بوجھ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس روّیے کو بدلنا ہوگا۔

لیکن اگر کسی وجہ سے استاد میسر نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہم قرآن سیکھنے کی کوشش کرنا ہی چھوڑ دیں۔ ہمیں کسی بھی تفسیر سے قرآن سیکھنے کی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔ البتہ یہ بات ذہن میں رہے کہ ہم نے صرف متعلقہ تفسیر پڑھنی اور سیکھنی ہے، تفسیر کرنی نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ اجتماعی مطالعے کا بندوبست کیا جائے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۵۔ غیر ضروری اور فلسفیانہ مباحث میں الجھا دینا۔ انسان جب اللہ کے فضل سے شیطان کے سارے حربے ناکام بنادیتا ہے اور قرآن سیکھنا شروع کر دیتا ہے تو شیطان ایک خطرناک حملہ کرتے ہوئے انسان کو ایسے غیر ضروری بحثوں میں الجھا دیتا ہے جن کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً جنت و دوزخ کیسے اور کہاں ہوں گے؟ برزخ کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ کی کرسی سے کیا مراد ہے؟ اور اللہ کی ہستی سے اور صفات وغیرہ کے متعلق سوالات یا اسی قسم کے دوسرے سوالات۔

قرآن سیکھنے کا طریقہ کیا ہونا چاہیے اور انسان کی کیا approach ہونی چاہیے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی وضاحت فرمادی ہے؛

هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتَٰبَ مِنۡهُ ءَايَٰتٌ مُّحۡكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ الۡكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمۡ زَيۡغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَأۡوِيلِهِۦ۔

”وہی خدا ہے، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں: ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات ہیں، جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں“ (العمران آیت ۷)

اس طرح شیطان اس کو محکمات کی بجائے متشابہات اور عملی زندگی کے لیے غیر ضروری مباحث میں الجھا دیتا ہے۔ اقبالؒ نے شیطان کے اس حربے کو یوں بیان فرمایا؛

یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے   ہے یہی کوشش الٰہیات میں الجھا رہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اوّلین ترجیح اور بہتر صورت یہی ہے کہ قرآن کریم استاد سے سیکھیں، استاد میسر نہ ہو تو انفرادی طور پر کسی تفسیر کا مطالعہ کریں (زیادہ مناسب یہ ہے کہ ایک سے زیادہ تفسیروں کو

پیش نظر رکھیں) لیکن بہتر یہ ہو گا کہ گروپ بنا کے مطالعہ کریں اور یہ اصول ہمیشہ پیش نظر رکھیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں خود رسول کریم ﷺ نے متعین کر دیا؛

"جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لے"۔ (ترمذی)

عملی اقدام: قرآن سیکھنے کے لیے چند بنیادی عوامل کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

- عمل کی نیت سے سیکھیں
- پہلے سے اپنی رائے مت بنائیں اور خالی الذہن ہو کر پڑھیں
- آج ہی شروع کریں، سورہ الفاتحہ اور نماز میں پڑھی جانے والی چھوٹی سورتوں سے ابتدا کر سکتے ہیں۔
- اپنا محاسبہ خود کریں (Self-accountability)۔
- قرآن کو عصری حالات کے تناظر میں سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں۔

قرآن سمجھنے کا معیار (standard) سٹینڈرڈ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ ایک مسلمان کی زندگی پر نماز کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ وہ اسے فحش اور بے حیائی سے روک دے ۔اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ "بیشک نماز بے حیائی سے اور نا معقول کاموں سے باز رکھتی ہے"۔ (العنکبوت آیت۔۴۵)

یہ ہے اللہ کا مقرر کردہ نماز کا اصل (standard) معیار کہ ہم اپنی نماز کو ایسا بنانے کی کوشش کریں۔

اسی طرح قرآن کے بارے میں فرمایا کہ جب ایک مسلمان قرآن پڑھے تو اس پر کیا اثر ہونا چاہیے؟

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ

سچے اہلِ ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سُن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں (سورۃ الانفال آیت ۲)

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡہُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُہُمۡ وَ قُلُوۡبُہُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ہُدَی اللّٰہِ یَہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ ہَادٍ (الزمر, آیت ۲۳)

اللہ نے بڑا اچھا کلام نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے جس کی آیات آپس میں ملتی جلتی ہیں، جو بار بار دہرائی جاتی ہیں، اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعہ وہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، اور اللہ جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

وَ اِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَی الرَّسُوۡلِ تَرٰۤی اَعۡیُنَہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ۔

جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول ﷺ پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں، وہ بول اٹھتے ہیں کہ "پروردگار! ہم ایمان لے آئے، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے"۔ (المائدہ، آیت ۸۳)

یہ ہے قرآن پڑھنے کا اعلیٰ معیار، کہ جب ہم اسے پڑھیں تو ہمارے دل لرز جائیں، رونگٹے کھڑے ہو جائیں، بدن نرم پڑ جائیں اور کانپنے لگیں، آنکھوں سے آنسو امڈ پڑیں اور کلام الٰہی ہمارے ایمان کے زیادہ اور مضبوط ہونے کا سبب بنے۔ ایک مسلمان کے دل پر قرآن پڑھنے کا ایسا اثر ہونا مطلوب ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم قرآن سمجھ کر پڑھیں۔ اللہ ہمیں یہ معیار نصیب فرمائے۔

یہ بات تو پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ قرآن کو استاد سے سیکھنا چاہیے لیکن اگر کسی وجہ سے استاد میسر نہ ہو سکے تو ایک طریقہ اجتماعی قرآن کلاس کا ہے جس کی تفصیل یہاں دی جارہی ہے۔ یہ بات ضروری ہے کہ شرکاء دل کی دنیا صاف کر کے شریک ہوں تا کہ قرآن کی امانت اٹھانے کے لیے دل میں صلاحیت پیدا ہو مطلوبہ اثرات مرتب ہوں اور شرکاء میں یہ ذہنی ہم آہنگی ہو کہ ہم قرآن کا مطالعہ اپنے فائدے اور عمل کے لیے کر رہے ہیں۔

قرآن کلاس کا طریقہ کار (اجتماعی مطالعہ)

- ساتھی مل کر گروپ بنائیں۔ بہتر ہے کہ تعداد دس افراد سے زیادہ نہ ہو۔
- مطالعہ میں عصر حاضر حالات اور مسائل کے بارے میں تفاسیر اور قدیم تفاسیر کو شامل کریں۔ تفاسیر کی ایک فہرست آخر میں تجویز کی گئی ہے جس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی دوسری تفاسیر کو شامل کیا جاسکتا ہے۔
- ہر فرد کو ایک تفسیر تفویض کی جائے جس سے وہ مقررہ رکوع کا مطالعہ کرے۔
- ہر ہفتے کم از کم ایک رکوع کا مطالعہ کیا جائے۔
- لفظی مطالعہ: ایک ساتھی ہر دفعہ رکوع کے لفظی معانی کسی کتاب سے اختصار کے ساتھ بیان کرے۔ آیت میں لفظ کے متعلقہ لغوی اور اصطلاحی معنی واضح کیے جائیں اور بہت زیادہ تفصیلات بیان نہ کی جائیں تاکہ "قرآن سیکھنے" کا اصل ہدف دھندلا نہ جائے۔ اس کے لیے کوئی بھی کتاب مثلاً امام راغبؒ کی مفردات القرآن، عبدالکریم پاریکھ صاحب کی "لغات القرآن"، خلیل الرحمٰن چشتی صاحب کی "قواعد زبانِ قرآن" اور صابر شاہ فاروقی صاحب کی "قرآن کے کثیرالمعانی الفاظ" یا ایسی ہی کوئی دوسری کتاب جس میں الفاظ کی تشریح کی گئی ہو۔
- رکوع میں کلیدی الفاظ (key-words) اور آیات کی نشاندہی بھی کی جائے اور ممکن ہو تو اپنی زندگی میں اس کے عملی اظہار کا ربط بھی دیکھا جائے۔ مثلاً کیا میں عملی زندگی میں اللہ اکبر کے لفظ میں اللہ کو واقعی اکبر سمجھتا ہوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں ایک پولیس کے سپاہی کے اشارے پر تو رک جاتا ہوں لیکن اللہ بار بار اور پکار پکار کہتا ہے کہ اس راستے کی طرف مت جاؤ لیکن میں نہیں رکتا؟ اب میں خود سوچوں کہ نعوذ باللہ عملاً کہیں میرے نزدیک اللہ کی بجائے پولیس کا سپاہی تو اکبر نہیں ہے؟
- کلاس کی ابتدا میں ایک ساتھی (جس کا تعین پہلے سے گزشتہ میٹنگ میں ہو چکا ہو گا اور جو عمومی طور پر میزبان ہی ہو گا) اپنی مقرر کردہ تفسیر سے رکوع کے مشکل الفاظ کے معانی، آیات کی عمومی تشریح اور رکوع کا پیغام بیان کرے۔
- اس کے بعد ہر ساتھی اپنی زیر مطالعہ تفسیر سے اس رکوع میں فکر و عمل کے حوالے سے پیغام شرکاء

سے شئیر کرے،اور تمام شرکاء اس پر بحث کریں تاکہ رکوع کا پیغام کھل کر سامنے آجائے۔

- ہر فرد اپنی زیرِ مطالعہ تفسیر سے رکوع کی تفصیل بیان کرتے وقت اس بات کا خیال رکھے کہ پہلے سے بیان شدہ تفصیل کو دوبارہ بیان نہ کرے تاکہ وقت کا بہتر استعمال ہو سکے۔
- عصری حالات کے تناظر میں رکوع کے پیغام پر غور و فکر کریں اور اہم نکات کو نوٹ کرلیں۔
- مطالعہ کے بعد جو نکات تفصیل طلب رہ جائیں اور جن کا جواب زیر مطالعہ تفاسیر میں موجود نہ ہو تو اپنے طور پر کوئی نتیجہ اخذ نہ کیا جائے بلکہ ہر ممبر بعد میں ان نکات کی تفصیل اور وضاحت کے لیے علماء کرام سے رجوع کرے اور ان کی بتلائی ہوئی تفسیر/نتیجے کو اگلی میٹنگ میں بقیہ ساتھیوں کے ساتھ share کرے۔
- سب سے آخر میں لیکن سب سے اہم کام یہ ہے کہ رکوع میں اپنی زندگی میں عمل کے لیے کم از کم دو/ تین نکات کا تعین کریں۔اور ان کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کریں
- عملی نکات اور پیغام مقررہ ساتھی لکھ کر گروپ میں شئیر کرے۔اور کسی مستند عالم سے نظرِ ثانی اور اس کی تصدیق کروالیں۔بہتر ہوگا کہ گروپ میں کوئی عالم ہو یا علماء کی محفل کا فیض یافتہ فرد ہو۔
- ہر کلاس میں اگلی کلاس کے وقت اور مقام کا تعین کریں۔
- بہتر ہے کہ قرآن کلاس مسجد میں ہو، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو باری باری ساتھیوں کے گھروں یا کسی اور متعین جگہ پر بھی کلاس ہو سکتی ہے۔
- کھانے پینے سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے یا بندوبست میں لازماً سادگی کا اہتمام کیا جائے۔
- قرآن کی تفسیر (تشریح): شرعی احکام کی تفسیر علماء و فقہا کا کام ہے۔ڈسکشن تفاسیر میں بیان کردہ تفصیلات ہی تک محدود رکھی جائے۔البتہ ہو سکے تو تکوینی تشریح پر غور و فکر کریں۔

مثال: قرآن کلاس (اجتماعی مطالعہ) کے درج بالا طریقہ کار کے مطابق ذیل میں سورہ العنکبوت رکوع ۳ کی تشریح بطور مثال دی جاتی ہے؛

ا۔ مادی اشیاء کی خاصیتیں بوقت ضرورت اللہ کے حکم سے اہل ایمان کے لیے تبدیل ہو سکتی ہیں۔ صرف دنیاوی وسائل پر بھروسہ گمراہی ہے۔اگر ایمان اور اللہ پر توکل مضبوط ہو تو ایسے ہی واقعات آج بھی ممکن ہیں اور افغان جہاد میں ہم ان کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ بھروسہ اسباب پر نہیں مسبّب الاسباب پر ہونا چاہیے۔

عملی نکتہ : مادی وسائل کو استعمال کیا جائے لیکن زندگی کے ہر موقع پر اور ہر معاملے میں یہ بات پیش نظر رہے کہ اصل فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۲۔ تبدیلی اور مدد کے لیے آزمائش شرط رہی ہے، چاہے وہ ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا ہو، محمد ﷺ کا شعب ابی طالب میں تین سال محاصرہ کی حالت میں رہ کر بھوک وپیاس (جسمانی تکلیف) کا سامنا کرنا ہو اور عام الحزن کی بلاخیز (جذباتی وروحانی) کیفیت سے گزرنا ہو، اخوان المسلمین پر مصری درندں کے مظالم ہوں، بنگلہ دیش میں اسلامی تحریک کے لوگوں کا تختہ دار پر چڑھنا ہو یا افغان مجاہدین کا باگرام اور گوانٹنا مو جیل اور کنٹیروں میں دم گھٹ کر مرنا۔ لیکن آخری فتح بہر حال مٹھی بھر مخلصین اور حق پر قائم رہنے والوں ہی کو نصیب ہوتی ہے۔

عملی نکتہ : مشکل حالات اللہ کی آزمائش ہیں، ان میں صبر اور استقامت کا دامن کسی صورت ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

۳۔ ہم جنس پرستی ایک شیطانی عمل ہے، یہ جیسے اُس وقت اللہ کی لعنت اور قوموں کی تباہی کی بنیاد بنی آج بھی بن کر رہے گی کیونکہ اللہ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔ اس رکوع میں اگر ایک طرف اس کے بارے میں ہمارے لیے تنبیہ ہے تو دوسری طرف خوشخبری بھی ہے کہ ان شاء اللہ جلد ان "ترقی یافتہ" اور "مہذب" اقوام کی تباہی ہوگی جو اس لعنت کو عام کر رہی ہیں۔

عملی نکتہ : ہر فرد ذاتی اور اجتماعی حیثیت میں ہم جنس پرستی کے خلاف ہر سطح پر جدوجہد کرے اور اس کے جسمانی، نفسیاتی اور معاشرتی اثرات کو اجاگر کیے جائیں۔

آخری بات : سب سے اہم بات اور کام یہ ہے کہ ہم قرآن کو اپنے لیے سمجھیں اور جو جو حکم سمجھ آتا جائے اس کے مطابق عمل کرتے جائیں، یہی وہ بات تھی جس نے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کی زندگی کی کایا پلٹ دی اور ایک اجڈ اور جاہل عرب قوم دنیا کی مہذب ترین قوم بن گئی اور ایسے اخلاق کا مظاہرہ کیا جو چشم فلک نے پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں دیکھ سکی۔

جب آیات نازل ہوتیں تو صحابہ فوراً عمل کی سوچتے تھے۔ مثلاً جب آیات لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یا مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً نازل ہوئیں تو فوراً کسی نے اپنا ۶۰۰ کھجوروں کا بہترین باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا تو کسی نے خیبر میں اپنی بہترین زمین اللہ کی راہ میں دے دی اور کسی نے کچھ اور۔ انھوں نے قرآن کو اپنے لیے سمجھا اور اسی لیے ان کی زندگی تبدیل ہوئی۔

قرآن کو تو غیر مسلم مستشرقین بھی کافی حد تک سمجھتے ہیں لیکن ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی کیونکہ وہ قرآن کو اس مقصد کے لیے پڑھتے ہی نہیں اور نہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

بد قسمتی سے آج ہماری حالت ایسی ہے کہ ہم قرآن کو نہ اس طرح پڑھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں جیسے قرآن کا حق ہے اور جیسے صحابہ کرام پڑھتے اور سمجھتے تھے، ایسا کرنا تو درکنار ہم تو اس کی کوشش بھی نہیں کرتے اور یہی ہمارا المیہ ہے۔ اس بات کو صاحب تفہیم القرآن نے یوں بیان فرمایا؛

"اسے تو پوری طرح آپ اسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب آپ اسے لے کر اٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی ہے اسی طرح قدم اٹھاتے جائیں۔۔۔ قرآن کے احکام، اس کی اخلاقی تعلیمات، اس کی معاشی اور تمدّنی ہدایات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اس کے بتائے ہوئے اصول و قوانین آدمی کی سمجھ میں اس وقت تک آ ہی نہیں سکتے جب تک وہ عملاً ان کو برت کر نہ دیکھے۔ نہ وہ فرد اس کتاب کو سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی انفرادی زندگی کو اس کی پیروی سے آزاد رکھا اور نہ وہ قوم اس سے آشنا ہو سکتی ہے جس کے سارے ہی اجتماعی ادارے اس کی بنائی ہوئی روش کے خلاف چل رہے ہوں"۔ (تفہیم القران، جلد اول صفحہ ۳۴۔۳۵)

اور علامہ اقبال نے بھی فرمایا کہ

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن　　نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب　　گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

اللہ ہمیں سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چند مجوزہ تفاسیر :

جدید تفاسیر (عصری حالات) : محاسن القرآن (مفتی غلام الرحمٰنؒ)، فی ظلالِ القرآن (سید قطبؒ شہید)، تفہیم القرآن (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)، تدبّر قرآن (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)، روح القرآن (مولانا ڈاکٹر اسلم صدیقیؒ)، بیان القرآن (ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

جدید تفاسیر (عصری مسائل) : معارف القرآن (مفتی محمد شفیعؒ)، ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ الازہریؒ)، آسان ترجمہ و تفسیر قرآن (مفتی تقی عثمانیؒ)، تیسیر القرآن (عبد الرحمٰن کیلانیؒ)، تفسیر ماجدی (عبد الماجد دریاآبادیؒ)

دیگر تفاسیر : تفسیر ابن کثیر (ابو الفدا ابن کثیرؒ)، تفسیر جلالین (جلال الدین السیوطیؒ)، تفسیر قرطبی (ابو بکر قرطبی) تفسیر عثمانی (شبیر احمد عثمانیؒ)، بیان القرآن (اشرف علی تھانویؒ)، ترجمان القرآن (ابوالکلام آزادؒ)، تفسیر مظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ)

الفاظ معانی: مفردات القرآن (مولانا محمد عبدہ فیروز پوریؒ)، تفسیر مدارک التنزیل (عبداللہ بن احمد محمد بن محمود النسفی) تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور مصباح القرآن جس میں مترادف الفاظ رنگین ترجمے کے ساتھ دیے گئے ہیں (یہ سب تفاسیر موبائل ایپ [EasyQuranWaHadith] پر موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ابو مسعود حسن علوی صاحب کی "تدریس لغات القرآن"

حوالہ جات:

۱) تفاسیر قرآن (متعلقہ حوالے مضمون میں دیے گئے ہیں)
۲)تلاوت قرآن اہمیت اور تقاضے۔ نجیب الحق
۳) ناگزیر علم۔ فرض علم۔ صرف ایک کتاب۔ عامرہ احسان
۴) قرآن کی روشنی۔ عامرہ احسان
۵) قرآن گروپ، حیات آباد
۶) The light of the Quran in the darkness of present time-Translation by Yabqua Anwar

مؤلف کی دوسری کتابیں

- تلاوت قرآن، اہمیت اور تقاضے (اردو اور انگریزی زبان)
- تبدیلی بذریعہ تعلیم
- میڈیکل کے طالب علموں کے لیے احادیث کورس (اردو اور انگریزی زبان)
- رمضان میں مریضوں کے لئے ہدایات، شریعت اسلامی کی روشنی میں
- مریضوں کے وضو نماز اور طہارت کے مسائل
- ڈاکٹروں اور دواساز کمپنیوں کے تعلقات۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں
- شعبہ طب میں مرد وزن کے باہمی تعامل کے مسائل اور شرعی رہنمائی (اردو اور انگریزی زبان)
- صحت نامہ۔ صحت اللہ کی امانت ہے
- صاف اور صحت بخش پانی کے حصول کے آسان اور ارزان طریقے
- اندرون خانہ فضائی آلودگی اور ہماری صحت
- صحت مند زندگی کیسے؟
- علم تشریح الابدان۔ برائے طلباء تحصص فقہ اسلامی والافتاء
- شعبہ طب میں فیصلوں کے لئے ہدایات، شریعت اسلامی کی روشنی میں

ملنے کا پتہ

پشاور میڈیکل کالج، پرائم فاؤنڈیشن ورسک روڈ پشاور

publicinfo@prime.edu.pk

فون: 0333-9181924 / 091-5202191-4

ویب سائٹ: www.prime.edu.pk